ہر صادق نبی پر ایک ہی قسم کے اعتراضات کئے جاتے ہیں

(فرمودہ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ [1]۔

اس کے بعد فرمایا:۔

ہر زمانہ میں حق کے مخالف ایک ہی رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور یہ قدیم سے سنت چلی آئی ہے کہ جس قسم کے اعتراضات ایک صادق نبی پر کئے جاتے ہیں اسی قسم کے دوسرے صادق پر بھی کئے جاتے ہیں جس قسم کے اعتراضات حضرت نبی کریم ﷺ پر ہوئے اُسی قسم کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی ہوئے ہیں۔ مخالفیں کو جب ہم یہ کہتے ہیں کہ تم پہلے صادقوں اور نبیوں کی طرح حضرت صاحب پر اعتراض کرتے ہو تو وہ کہتے ہیں کہ تم ان کو نبیوں سے مشابہت دیتے ہو، حالانکہ صادق کے مقابلہ میں صادق کی مثال دی جاتی ہے اور شریر اور بدمعاش کے مقابلہ میں اسی قسم کے آدمی کی مثال دی جاتی ہے۔

پس صادقوں کی مثالیں صادقوں کے ساتھ ہی دی جائیں گی اس وقت کوئی صداقت نبی کریم ﷺ کے بغیر ثابت نہیں ہوسکتی۔ ہر صداقت کو ثابت کرنے کیلئے آپؐ کے معیارِ صداقت سے باہر نہیں جاسکتے۔ ہماری جماعت کا ایک حصہ جوان عقائد کو ترک کررہا ہے جن پر ہم قائم ہیں اور جن کے بارے میں ہم نے خود حضرت مسیح موعودؑ سے بارہا تقریریں سنی ہیں

اس کی طرف سے ہم سے بھی یہی سلوک کیا جارہا ہے۔ اگر کوئی ایسی دلیل ان کے سامنے بیان کی جائے جو حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ثابت کرنے والی ہو تو کہتے ہیں کیا تمہاری بھی کوئی حیثیت ہے تم اپنے تئیں مامور اور نبی کی پوزیشن میں ظاہر کرتے ہو۔

تھوڑی مدت ہوئی میں نے بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں مجھے مسئلہ نبوت سمجھایا اور آنحضرت ﷺ اور مسیح موعود کو بطور مثال نمونہ نبی بتایا۔ مَیں نے اس رؤیا کو اس رنگ میں نہیں پیش کیا کہ چونکہ مَیں نے یہ رؤیا دیکھا ہے اس لئے تمام دنیا مان لے بلکہ مَیں نے یہ بھی نہیں کہا کہ میرے مرید ہی مان لیں۔ مَیں نے تو اس رنگ میں بیان کیا کہ قرآن مجید، احادیث صحیحہ، تعلیم مسیح موعودؑ کے بعد یہ رؤیا بھی میری ذاتی تسلی اور اطمینان قلبی کیلئے کافی ہے اور چونکہ مجھے کافر تو قرار دیا ہی گیا ہے اس لئے میں ثلجِ قلب اور اطمینان کی بناء پر جو مجھے خدائے تعالیٰ سے حاصل ہے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔ اس کا مجھے جواب دیا جاتا ہے کہ کیا تم مامور ہو جو اپنی رؤیا پیش کرتے ہو؟ انہوں نے نادانی سے سمجھا نہیں۔ ہر انسان کی تسلی کیلئے خدا کی طرف سے ہدایت ملتی ہے جس پر فضل کرے اسے کسی حقیقت حال کا علم دے دیتا ہے پس اگر کسی کو ہدایت ملے تو وہ اسے ترک نہیں کرسکتا محض اس لئے کہ وہ مأمور نہیں۔

آنحضرت ﷺ کو تو رؤیا کا ادب یہاں تک ملحوظ تھا کہ ایک شخص نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں آپؐ پر چڑھتا ہوں تو فرمایا کہ تم اپنی خواب پوری کرلو[2]۔ کیا وہ مأمور تھا؟ کیا وہ نبی تھا جو اس کی رؤیا کو اتنی اہمیت دی گئی۔ پھر اذان بھی ایک غیر مأمور کی رؤیا پر مقرر ہوئی[3] جس پر تیرہ سَو سال سے تمام فرقہ ہائے اسلام کا عمل ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ غیر مأمور کی رؤیا کو تمام کیلئے حجت قرار دینا موجب فتنہ ہوسکتا ہے کیونکہ ممکن ہے ایک شخص پاگل ہو اور اس کا دماغ ہی خراب ہو یا دیدہ و دانستہ وہ لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہو اس لئے کثرتِ کمیّت وکیفیّت کی شرط لگادی مگر اپنی ذات کیلئے تو ہر شخص کی رؤیا حجت ہے۔ رؤیا پر اعتبار کیوں نہ ہو جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ مؤمن تو درکنار، فرعون کی رؤیا پوری ہوئی، یوسف کے اصحاب السّجن کی رؤیا پوری ہوئی۔

پھر سنو کہ لَھُمُ الْبُشْرٰی[4] سے پتہ لگتا ہے کہ مومن کو الہام ہوتے ہیں اور یہ لوگ خود اس آیت کو میرے مقابلہ میں پیش کرتے ہیں کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ الہام تو ہوں گے مگر ان پر یقین نہ کرنا۔ یونہی فضول، لغو اور بیہودہ ہیں۔ اگر یہی بات ہے تو الہام نازل

کیوں ہوا۔ ہاں مأمور اور غیر مأمور کی رؤیا میں ایک فرق ضرور ہے۔ مأمور اور نبی کی رؤیا تمام دنیا پر حُجّت ہے اور غیر مأمور کی رؤیا اس کے نفس کے یقین دلانے کیلئے ہے اور دوسروں پر حُجّت نہیں ہوتی جب تک واقعات تصدیق نہ کریں۔ جب عملاً تصدیق ہوجائے تو پھر تو ایک غیرمأمور مؤمن کی بلکہ ایک کافر کی رؤیا کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ خدا نے فرعون اور یوسفؑ کے ساتھیوں کی رؤیا کی تصدیق کی ہے۔ ایک مأمور کی رؤیا اور اس کے الہامات اس کے دعویٰ کی صداقت پر اور اس کے منجاب اللہ ہونے پر دنیا کیلئے ثبوت ہوتے ہیں تا وہ اس کی بات کو' اس کی ہدایت کو ردّ نہ کریں۔ اور دوسرے ہر انسان کی رؤیا اس واقعہ میں جو پورا ہوجائے اس کی صداقت کی دلیل ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کو خواب آیا کہ اس کے گھر میں بیٹا ہوگا یا خطرناک مصیبت سے رہائی کی بشارت ہوتو پھر جب اس کے گھر میں بیٹا ہو یا وہ حسبِ رؤیا رہائی پاجائے تو اس واقعہ خاص میں اس کی تصدیق کرنی پڑے گی اور نہیں کہہ سکتے کہ وہ جھوٹا ہے۔ اسی طرح ایک مومن کو اگر خدا کی طرف سے کوئی مسئلہ سمجھایا جائے تو اس کے نفس کی تسلی کیلئے ایک حجت ہے۔

پس مَیں نے جب کبھی رؤیا بیان کی تو یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ میرے دل کو تسلی ہے۔ مثلاً جلسہ سالانہ پر اور بعض دیگر اوقات میں' مَیں نے اپنے خواب خلافت کے متعلق بیان کئے کہ دیکھو یہ خواب پورے ہوئے۔ اس وجہ سے مَیں اس جھگڑے میں نہیں گھبرایا کیونکہ میرے مولیٰ کی دی ہوئی تسلی میرے ساتھ تھی۔ مَیں نے یہ نہیں کہا کہ لوگو! تم مجھے خلیفہ مان لو کیونکہ مَیں نے خواب دیکھا ہے۔ لیکن جب وہ خواب پورا ہوگیا اور عملاً اس کی تصدیق ہوئی تو پھر لوگوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ مانیں جبکہ اس کے ساتھ قرآن و حدیث و کتب حضرت مسیح موعودؑ کے دلائل بھی ہیں۔

حضرت صاحب نے خوابوں کے تین اقسام لکھے ہیں۔ مگر یہ کبھی نہیں فرمایا کہ جب رؤیا میں تسلی دی جائے غیر مامور کو' تو وہ نہ مانے۔ لَھُمُ الْبُشْرٰی تو بتاتا ہے کہ تسلی کی باتیں مؤمن پر نازل ہوں گی اگر جس پر نازل ہوئی ہیں وہی یقین نہ کرے گا تو پھر ان کا نزول فضول ہے۔ یہ رؤیا اولاً میری تسلی و اطمینان و استقامت کیلئے ہیں اور پورا ہوجانے پر دوسروں پر بھی حُجّت ہیں۔ مَیں نے رؤیا دیکھنے کے ساتھ ہی کبھی نہیں کہا کہ اسے مان لو کیونکہ ایسا کہنا مأموروں کی شان ہے۔

ہاں ایسی باتوں پر جو ٹھٹھے کئے گئے ہیں مجھے ان سے بہت خوشی ہوئی ہے کیونکہ جیسا مَیں نے آیات قرآنی ابتدائے خطبہ میں پڑھی ہیں یہ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ کا نظارہ میرے سامنے ہے۔ ایک ایک اعتراض جو اس بارے میں مجھ پر کیا گیا ہے، مَیں خدا کے فضل سے ثابت کرسکتا ہوں کہ یہی اعتراض تقریباً انہی الفاظ میں اسی مفہوم کے ساتھ غیراحمدیوں نے حضرت اقدسؑ پر کئے۔ حضرت صاحب کو ایک رؤیا ہوئی کہ قرآن مجید میں نصف کے قریب دائیں طرف قادیان کا نام لکھا ہے۔ اب غیراحمدی اس پر ہنسی اُڑاتے ہیں اور حافظانِ قرآن سے شہادتیں دلوا دلوا کر اپنی مجلسوں میں کہتے ہیں کیوں بھئی! قرآن کریم میں کہیں قادیان کا نام لکھا تم نے دیکھا ہے۔ نادان اتنا نہیں سوچتے کہ خوابیں انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتیں۔ جو خداتعالیٰ دکھائے انسان دیکھتا ہے اور جتنا خدا دکھائے اتنا ہی انسان دیکھ سکتا ہے۔ پس حضرت اقدسؑ کے بارے میں ان لوگوں کا یہ کہنا کہ فلاں بات بھی خدا سے پوچھ لینی تھی ایک بے ادبی اور گستاخی ہے۔

ایسا ہی جماعت احمدیہ میں وہ شخص جو اپنے آپ کو راہِ صداقت کا سب سے بڑا حامی سمجھتا ہے لکھتا ہے کہ مونہہ در مونہہ بھی خدا نے آخر بات کی تو امر متنازعہ پر کوئی روشنی نہ ڈالی کہ نبوت کاملہ ہے یا جزوی، حقیقی ہے یا مجازی اور آپ نے بھی اس جھگڑے کا علم ہونے کے باوجود دریافت نہ کرلیا اور ایسا عجیب موقع یونہی گنوادیا۔ [۵]

یہ وہی اعتراض ہے جو غیراحمدی حضرت اقدسؑ پر کیا کرتے تھے۔ مَیں جواب میں کہتا ہوں کہ جب میرا آقا، میرا سردار نہ پوچھ سکا تو مَیں کیا ہوں اور کیا حیثیت رکھتا ہوں جو اس ذوالجلال کے دربار میں بڑھ کر بات کرسکتا۔ وہ قدسی نفس جس کی حضرت نوحؑ سے لے کر ختم الرسلؐ تک تمام انبیاء علیہم السلام نے خبر دی وہ تو یہ نہ کرسکا کہ جو چاہتا پوچھ لیتا تو مَیں اس کے غلاموں میں سے ادنیٰ غلام ہوں۔ مَیں کیا حیثیت رکھتا ہوں کہ وہاں بات کرتا۔ خدائے ذوالجلال کے دربار میں تو آنحضرت ﷺ جیسے خاتمِ کمالاتِ انسانیت ایک مخلوق کی ہی حیثیت رکھتے ہیں وہ بے شک ہمارے آقا ہیں، ہمارے سردار ہیں، ہمارے ہادی ہیں، ہمارے پیشوا ہیں، ہمارے مولیٰ ہیں مگر اس بادشاہ کے حضور تو وہ بھی بڑھ کر بات کرنے کی مجال نہیں رکھتے۔ تو مَیں جو غلاموں میں سے ادنیٰ ترین غلام ہوں بھلا مَیں کیا کرسکتا تھا کہ یہ بات بھی مجھے بتاؤ اور یہ بھی کرو۔ دل بدل گئے ہیں ان میں خوف الٰہی کم ہوگیا ہے اور ایسے ایسے اعتراض

پیدا ہو رہے ہیں جو اگلے راستبازوں کے مقابل میں ان کے منکرین کیا کرتے تھے۔ ایک طالب حق کیلئے سوچنے کی بات ہے کہ کیوں اس فریق کے دل میں جو چند روز ہوئے ہم ہی میں سے تھا ایسے اعتراض پیدا ہوتے ہیں جو حضرت اقدسؑ کے مقابل میں ثناء اللہ اور غلام دستگیر اور چراغ الدین کو سوجھتے تھے۔ کیا یہ بھاری ثبوت نہیں اس کا کہ ان کے دل ان کے دلوں کے ساتھ مشابہ ہوگئے۔ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ خدا سے پوچھ لینا تھا اور یہ موقع ہاتھ سے گنوادیا۔ کیا خدائے تعالیٰ میرا خادم ہے کہ جو مَیں چاہتا اُس سے پوچھ لیتا وہ تو میرا خالق و مالک ہے۔ اس نے اپنے فضل سے جو مجھے دکھایا دیکھ لیا۔ مَیں تو کیا ہوں مَیں کہتا ہوں خَاتَمَ النَّبِیّٖن ' سیدالمرسلینؐ ہوتے تو وہ بھی خود بڑھ کر نہ پوچھ سکتے جس دربارِ عالی شان میں تمام انبیاء کے سردار کی ہمت نہ پڑے اس میں مَیں کیا جرأت کرسکتا ہوں۔ قرآن شریف میں حکم ہوتا ہے کہ خبردار وحی نازل ہوچکنے سے پہلے اس کیلئے کوئی جلدی نہ کر۔ وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰٓی اِلَیْکَ وَحْیُہٗ [۶] لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ [۷] پس محمود بچارے کی کیا طاقت تھی کہ دم بھی مار سکے۔ اس کو تو ہوش ہی نہ تھا وہ ہے کیا۔ وہ تو بے جان کی مثال تھا اس بچارے نے کیا پوچھنا تھا۔ مولیٰ نے جو بتایا وہ سن لیا جو نہ بتایا اس کی مرضی۔ پھر اس اعتراض کا کیا مطلب۔ لیکن خیر اس سے یہ تو سب کو معلوم ہوگیا کہ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ۔

دوسری بات یہ لکھی ہے کہ:-

> "دو آدمیوں کو آپ نے کہہ دیا تھا لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ وہ دونوں تو تباہ ہو رہے ہیں مگر خدا تو سارے دشمنانِ حق پر لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ کہتا ہے وہ تو تباہ نہیں ہوتے اور معلوم نہیں تباہی آپ کے نزدیک کیا معنے رکھتی ہے.... اگر مال یا جان کا نقصان آپ کی مراد ہے تو اللہ تعالیٰ تو مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے وَ لَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ" [۸]

یہ بھی وہی بات ہے جو غیر احمدیوں کے منہ سے بارہا سن چکے ہیں جب کسی کی نسبت حضرت اقدسؑ نے لکھا کہ وہ طاعون سے مرے گا تو اس نے جھٹ شائع کیا کہ طاعون سے مرنا تو شہادت ہے پس یہ تباہی کیا ہوئی۔ اور جب یہ کہا گیا کہ ہیضہ سے مرے گا تو غیر احمدیوں

سے جواب ملا اَلْمَبْطُوْنَ شَھِیْدٌ- اور جب پیشگوئی کی زد میں آکر کسی کے مال و جان کا نقصان ہوا تو اس نے جھٹ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ پڑھ دیا- الغرض معترض کا یہ اعتراض تو ثبوت ہے کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ مِثْلَ قَوْلِھِمْ تَشَابَھَتْ قُلُوْبُھُمْ کیونکہ حضرت صاحب نے جب لکھا جو میرے مقابلہ میں اٹھا وہ تباہ ہو گا یا ذلیل ہو گا تو ان کا مخالف بھی یہی پکار اٹھا تھا کہ اس کی خبر تو پہلے ہی سے قرآن مجید میں ہے جو جواب اُس وقت دیا گیا تھا وہی میری طرف سے سمجھ لیا جائے-

باقی یہ کہنا کہ خدا نے لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ- کہا اور تباہ نہیں ہوئے یہ تو خدا پر اعتراض ہے میرا ایمان تو یہ ہے کہ خدا نے جن پر لعنت کی وہ ضرور تباہ ہوئے مگر اس تباہی کے دیکھنے کیلئے آنکھیں چاہئیں دیکھنے والی آنکھیں تو ان کی تباہی دیکھ رہی ہیں- آنحضرت ﷺ کے مخالف کہتے ہیں کہ ہم تو زندہ ہیں مگر چشمِ بینا انہیں تباہ دیکھتی ہے- حضرت صاحب کے مخالف بھی کہتے ہیں ہم ابھی تک قائم ہیں مگر ایک احمدی کی نظر میں وہ تباہ ہو چکے ہیں- تیسری بات یہ لکھی ہے کہ ہمارے مقابلہ میں الہام ہوتے ہیں خواب آتے ہیں مگر آریوں اور عیسائیوں کیلئے ایسا نہیں ہوتا- یہ بھی وہی اعتراض ہے جو حضرت اقدس ؑ پر غیراحمدیوں کی طرف سے بارہا ہوا کہ ہماری تباہی کی خبریں دیتے ہو جو کلمہ پڑھتے ہیں' نمازیں ادا کرتے ہیں' روزے رکھتے ہیں اور دنیا میں ہزاروں رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینے والے اور توحید کے نہ ماننے والے موجود ہیں- پس یہ بھی ثبوت ہے کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ مِثْلَ قَوْلِھِمْ تَشَابَھَتْ قُلُوْبُھُمْ کا- مجھ سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا تم مأمور ہو جو ایسی تحدّیاں کرتے ہو اور اپنے رؤیا شائع کرتے ہو- مَیں کہتا ہوں مَیں مأمور نہیں مگر ہر مؤمن کی حیثیت کے مطابق اس کی صداقت کیلئے نشان دکھایا جاتا ہے- مجھے بڑائی کا کوئی دعویٰ نہیں مَیں تو خدا کی ایک ادنیٰ مخلوق ہوں اب بھی میرا مولیٰ جو فضل مجھ پر نازل کرے اسے مَیں کیوں چھپاؤں (اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ) ۹؎- مَیں وہی محمود ہوں جو آج سے دو سال پہلے تھا کیا اُس وقت اِس تحدی واعلان سے مَیں نے کبھی شائع کیا تھا کہ میرے لئے خدا نے یہ نشان دکھایا اور مَیں نے یہ خواب دیکھا جو یوں پورا ہوا- اور کیا اُس وقت میری ایسی تائید ہوئی جو اَب ہو رہی ہے- پس اب جو مَیں ایسا کرتا ہوں تو اِس لئے نہیں کہ میری بڑائی ظاہر ہو بلکہ سلسلہ کی صداقت کے اظہار کیلئے- جب ان باتوں سے مسیح موعود ؑ کی صداقت ظاہر ہوتی ہے اور خدا میری تائید پر

تائید کررہا ہے تو اس پر جس قدر خوشی مَیں مناؤں میرا حق ہے' کیونکہ اس سے میری نہیں بلکہ مسیح موعود کی بلکہ آنحضرت ﷺ بلکہ خدا کے کلام کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ خدا جو کچھ دکھارہا ہے وہ سلسلہ کے بڑھانے کیلئے دکھارہا ہے۔ پس مَیں کافر نعمت ہوں گا اگر اس نعمت کو دنیا پر ظاہر نہ کروں اور اسے لوگوں سے چھپاؤں۔ مَیں بیشک مأمور نہیں مگر مأمور کا خادم' مأمور کا غلام ضرور ہوں۔ میرا مولیٰ میرے لئے نہیں بلکہ اس نبی کیلئے کررہا ہے جو کچھ کررہا ہے۔ وہ تو میرے ذریعے سے کسی نشان کے ظاہر ہونے پر اظہارِ تعجب کرتے ہیں۔ مَیں نے تو دیکھا ہے کہ ایک غریب سے غریب احمدی ہے جو قرآن شریف بھی نہیں پڑھ سکتا جب لوگوں نے اُسے دکھ دیا اور بے حد ستایا تو وہ خدا کے حضور چلایا تو خدا نے اس کے دشمنوں کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے۔ اب کیا وہ مأمور تھا؟ مأمور تو نہیں تھا مگر خدا کو اپنے سلسلہ کی صداقت کا پاس تھا اس نے نشان دکھایا۔ وہ مأموروں کے ساتھ مأموروں کی حیثیت کے مطابق سلوک کرتا ہے اور میرے ساتھ میری حیثیت کے مطابق۔ غیر مأمور ہونے کے یہ معنے نہیں کہ خداتعالیٰ حق کے مؤیّد کی کبھی تائید نہ کرے۔ ان ماموروں کی تائید بڑے پیمانہ پر ہوتی ہے' پھر اس کے بعد خدا ہر مومن کی تائید کرتا ہے۔ میرے ہاتھ میں خدا نے سلسلہ کی باگ دی تو میری تائید کیوں نہ کرے۔ میری صداقت میں (جو درحقیقت سلسلہ کے بانی کی صداقت ہے) نشان کیوں نہ دکھائے۔ مَیں اگر یہ دعویٰ کروں کہ میری ایسی تائید ہوتی ہے جیسی نبیوں کی تب کچھ اعتراض ہوسکتا ہے۔ میرا دعویٰ تو یہ ہے کہ خدا میری تائید میں وہ نشانات دکھاتا ہے جو ایک مؤمن کیلئے اس کی برگزیدہ جماعت کے منتظم وامیر کیلئے دکھایا کرتا ہے۔ پس اِس زمانے میں اس جماعت کی ضروریات کے پورا کرنے کیلئے جس قدر تائید کی ضرورت ہے وہ میری ضرور فرمائے گا تا ثابت ہو کہ یہ جماعت ایک مأمور کی جماعت ہے۔ خیر اِن اعتراضوں سے ہمیں یہ خوشی ہے کہ یہ وہی اعتراض ہیں جو پہلے منکروں نے آنحضرت ﷺ پر پھر حضرت مسیح موعودؑ پر کئے۔ ہمیں ان راستبازوں سے مشابہت ہوگئی اور ہمارے مخالفوں کو ان راستبازوں کے مخالفوں سے۔

یہ کہنا کہ خدا نے لَعۡنَتُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ۔ کہا اور مخالفین تباہ نہ ہوئے نہایت نادانی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ذریعے فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ کا اعلان بتاتا ہے کہ اس نشان کے ذریعہ خداتعالیٰ آپ کی وجاہت ثابت کرنا چاہتا ہے' جبھی آپ سے یہ فقرہ نکلوایا۔ خدا کی سنت ہے جب مقابلہ کیلئے حق و باطل کے دو فریق باہم متقابل ہوں تو

حق کی تائید میں فوری نشان دکھاتا ہے۔ پس فرق ہے اس عام لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ اور اس خاص موقع پر لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ کہلانے میں۔ کیونکہ اس عام وعید کے مطابق جو نشان ظاہر ہو وہ مخالفین پر حُجّت ملزمہ ہوکر اس خاص بندے کی صداقت کو ایسا ثابت نہیں کرتا کہ وہ اس کے قائل ہی ہوجائیں اور اس طرح پر جب پہلے اپنے بندے کے منہ سے یہ فقرہ نکلواتا ہے اور پھر اس کا دشمن تباہ ہوتا ہے تو اس بندے کی صداقت خاص طور پر ثابت ہوتی ہے۔ اگر جھوٹے کی تباہی خود بخود ہوجاتی ہے اور اس کیلئے کسی مباہلہ کی ضرورت نہیں تو پھر انسان دعا بھی نہ کرے محض اس لئے کہ کیا خدا دیکھتا نہیں۔ پھر نماز کی بھی ضرورت نہ ہوگی محض اس لئے کہ وہ دلوں کی عاجزی کو خوب دیکھتا ہے۔

دیکھو خدا نے فرمایا لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ پھر باوجود اس کے آنحضرت ﷺ کی زبان سے یہ فقرہ نکلوایا۔ پھر مسیح موعودؑ سے یہ فقرہ کہلوایا یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ بندوں کا کہنا بھی ایک اثر رکھتا ہے۔ جب ظلم رسیدہ پکارتا ہے تو وہ اس کی سنتا ہے اور اس کے دشمنوں کو فوری تباہی کا شکار بناتا ہے۔ غرض یہ بات جو کہی گئی ہے تو مباہلہ سے بھاگنے کا ایک بہانہ ہے۔ ان کا دل خوب جانتا ہے کہ اگر مقابلہ میں آئے تو وہ ضرور ہلاک ہوں گے۔ پس وہ عذر تراشتے ہیں اور اب کہتے ہیں کہ یہ پیر کا بیٹا ہے اس لئے ہم مباہلہ نہیں کرتے ہیں۔ کیا خواجہ کمال الدین نے مجھے کافر اور یزید بنایا تو اُس وقت مَیں پیر کا بیٹا نہیں تھا۔ پھر پیغام میں لکھا گیا ہے کہ کیا مسلمانوں کو کافر کہہ کر کافر بن جانے والے کی بیعت جائز ہے۔ یوں مجھے کفر کا مرکز ٹھہرایا۔ پھر مجھے جھوٹا اور شرک کا بانی کہا گیا۔ کاذب تو بہت سے کافروں اور مشرکوں سے ادنیٰ ہوتا ہے۔ جب کفر و شرک کی لعنت میرے سر پر ڈالنے کیلئے تیار ہوتے ہیں اُس وقت تو یہ تعلق ان کو بھول جاتا ہے۔ مگر مباہلہ کے وقت یہ تعلق یاد آجاتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس نے حق کا رُعب ان کے دلوں میں ڈال دیا ہے ان کے دل خوب سمجھتے ہیں کہ سامنے آئے اور ہمارے جھوٹے دعووں کی سزا ہم کو ملی۔

پانچویں بات یہ لکھی ہے کہ ہم نے ابھی مخالفت نہیں کی تھی اور ہمارے لئے لَیُمَزِّقَنَّھُمْ کا الہام پورا ہوگیا۔ مَیں کہتا ہوں جس طرح حضرت صاحب کو ابتداء ہی میں یہ الہام ہوگیا "بڑے زور آور حملوں سے"۔ اسی طرح مجھے بھی خدا نے خبر دی۔ جیسا حضرت صاحب کے الہام کے بعد غیراحمدی کم ہوتے گئے اور احمدی بڑھتے گئے اسی طرح میرے الہام کے

بعد غیر مبائعین کم ہوتے گئے اور مبائعین بڑھتے گئے۔ لَیُمَزِّقَنَّھُمْ کے یہی معنے ہیں کہ ان کی جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے اور وہ کٹ کر ہم میں شامل ہوجائیں گے۔ جو الہام پورا ہوچکا ہے اس کی تصدیق کی بجائے اس پر اعتراض تَشَابَھَتْ قُلُوْبُھُمْ کی تصدیق ہے۔ یہ اعتراض تو وہ کرتے ہی رہیں گے۔

ہماری جماعت کیلئے ضرورت ہے کہ وہ اپنے تبلیغی کاموں میں جو اصل مقصد ہے اس سلسلہ کا لگ جائے اور مصروف رہے اور اس میں جو روک ڈالتے ہیں ان کیلئے خدا کی جناب میں فریاد کریں۔ ایک قصہ لکھا ہے۔ کسی بزرگ نے اپنے شاگرد سے پوچھا۔ تمہارے علاقہ میں شیطان ہوتا ہے اس نے کہا ہوتا ہے۔ پوچھا اس سے پیچھا چُھڑانے کیلئے کیا کرو گے۔ عرض کیا اس کو دھتکاروں گا۔ فرمایا اگر پھر بھی وہ پیچھا نہ چھوڑے۔ عرض کیا کہ پھر ایسا ہی کروں گا۔ فرمایا اگر پھر بھی وہ ایسا ہی کرے۔ اس پر وہ شاگرد خاموش ہوگیا۔ اس بزرگ نے تمثیل میں سمجھایا کہ دیکھو تم کسی دوست کو ملنے جاؤ اور اس کا کتا تمہیں کاٹنے کیلئے حملہ کرے تو کیا کرو گے اس نے کہا اسے دھتکاردوں گا۔ فرمایا اگر پھر بھی وہ حملہ سے باز نہ آئے عرض کیا کہ پھر میں اسے ماروں گا۔ فرمایا اگر پھر بھی تمہاری ایڑی نہ چھوڑے۔ عرض کیا کہ پھر مَیں گھر کے مالک کو پکاروں گا اور وہ مجھے اس سے چھڑائے گا۔ اس بزرگ نے کہا کہ بس یہی شیطان سے پیچھا چھڑانے کا گُر ہے جب تم اپنی کوشش سے کچھ نہ کرسکو تو اس دنیا کے مالک (اللہ جَلَّشَانُہٗ) کو پکارو کہ وہ تمہیں شیطان سے بچالے۔ پس ہم بھی جب تبلیغ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور اپنے کام میں لگتے ہیں تو پیچھے سے ہماری ایڑیاں پکڑنے والے (ایسا کہنے میں۔ مَیں اس لئے حرج نہیں دیکھتا کہ ان کے بڑے نے میرے مخلصین کو اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْہِ یَلْھَثْ [10] کہہ کر صاف الفاظ میں کتے کہا ہے) آجاتے ہیں اور ہمیں اپنی طرف متوجہ کرکے اصل مقصد میں روک ڈالتے ہیں۔ اس کا علاج یہی ہے کہ گھر کے مالک سے سلسلہ کے خالق سے فریاد کی جائے اور اسے آواز دی جائے کہ تُو آپ ان کیلئے کافی ہو اور ہمیں اپنے دین کی خدمت کیلئے فارغ کردے۔

تمہارے لئے بہت بڑا کام ہے ساری دنیا کو توحید کے مرکز پر لانا ہے اور دینِ اسلام سمجھانا ہے۔ پس تم ہمہ تن اس اہم کام میں لگ جاؤ اور دعائیں کرتے رہو۔ ہماری جماعت میں اب تک یہ بات پیدا نہیں ہوئی کہ وہ جس کام میں لگیں اس پر جم جائیں۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ

پھر غفلت آجاتی ہے حالانکہ چاہیئے یوں کہ غفلت قریب پھٹکنے نہ پائے- پس احمدیت کا ایک جنون ہو- اٹھتے بیٹھتے' چلتے پھرتے اسی کا خیال اسی کی دُھن ہو- تم خالی اپنے مخالف سے نمٹ نہیں سکتے اس کیلئے اپنے مولیٰ کے حضور فریاد کرو- خداتعالیٰ ساری دنیا کو صراطِ مستقیم پر قائم کرے اور لوگوں کی بد اعتقادیوں اور بدعملیوں کو دور کردے- قرآن شریف کی اطاعت کے ماتحت چلائے- او وہ صداقت جو مسیح موعودؑ لائے ہمارے ذریعے سے پھیلے- ہم پھیلانے والے ہوں اور ایک جہان قبول کرنے والا- اور ہم کبھی اس بات پر نہ چلیں جو حق سے دُور ہو اور منشائے الٰہی کے خلاف ہو-

(الفضل ۲۱-اکتوبر ۱۹۱۵ء)

۱؎ البقرۃ:۱۱۹

۲؎

۳؎ سنن ابن ماجه كتاب الاذان باب بدء الاذان

۴؎ یونس: ۶۵

۵؎ پیغام صلح لاہور ۵- اکتوبر ۱۹۱۵ء صفحہ ۷ کالم ۱

۶؎ طٰهٰ: ۱۱۵　　۷؎ القیٰمة: ۱۷

۸؎ پیغام ۵-اکتوبر ۱۹۱۵ء صفحہ ۸ کالم ۱(آیت کا حوالہ: البقرۃ : ۱۵۶)

۹؎ الضُّحٰی: ۱۲　　۱۰؎ الاعراف: ۱۷۸